علماء کنونشن میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کا خطبہ استقبالیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

محترم علماء کرام مشائخ عظام اور راہنمایانِ ملّت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں سب سے پہلے "متحدہ علماء کنونشن" کے منتظمین اور داعیین کی جانب سے آپ سب بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے کنونشن کے مقاصد سے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تشریف آوری کی زحمت گوارا فرمائی۔ اللہ رب العزت آپ حضرات کو اس کا اجر عطا فرمائے اور ہم سب کو توفیق دے کہ ہم آج کے اس عظیم اجتماع میں اپنے دینی و ملی فرائض کی بجا آوری کے لیے مثبت اور ٹھوس فیصلے کر سکیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

مسلمانانِ گرامی قدر! ملک کے طول و عرض سے مشائخ عظام اور علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کو وفاقی دار الحکومت میں تشریف آوری کی زحمت جن مقاصد کے لیے دی گئی ہے ان کی ایک جھلک دعوت نامہ میں آپ دیکھ چکے ہیں ان مسائل کی سنگینی اور حالات کی تیز رفتاری ہم سے جس بیداری، حوصلہ، استقامت اور جہدِ مسلسل کا تقاضا کر رہی ہے اسی کے احساس و ادراک کو اُجاگر کرنے کے لیے آج کے اس کنونشن کا انعقاد کیا گیا ہے، اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات کے ارشادات اور تجاویز سامنے آنے سے قبل زیرِ بحث امور کا ایک ہلکا سا خاکہ اور پس منظر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

بزرگانِ محترم! زیرِ نظر امور میں سب سے مقدم اور سب سے اہم مسئلہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نفاذِ اسلام اور شریعتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کے غلبہ اور بالادستی کا ہے۔ کیونکہ دیگر تمام مسائل اپنی تمامتر سنگینی کے باوجود نفاذِ اسلام سے مسلسل انحراف کا منطقی نتیجہ ہیں، اور جب تک قیامِ پاکستان کے مقصد کو پورا کرتے ہوئے ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کا مکمل نفاذ اور غلبہ نہیں ہو جاتا اس قسم کے مسائل اور فتنے دن بدن بڑھتے رہیں گے اور انکے سدِ باب کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکے گی۔

یہ بات درست ہے کہ ملک میں مختلف دینی و سیاسی جماعتیں بالخصوص علماء کرام کی تنظیمیں نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلبہ و نفاذ کے لیے مصروفِ عمل ہیں اور ان کی جدوجہد کے اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ ان تمام جماعتوں اور حلقوں کی جدوجہد کو باہم مربوط اور متحد کیے بغیر وہ مقاصد حاصل نہیں کیے جا سکتے جن کے حصول کیلئے یہ جماعتیں اپنی اپنی جگہ پورے خلوص کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔

اس وقت ہمیں نفاذِ شریعت کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں اب تک مختلف ادوار میں ہونے والے اقدامات کے تحفظ کا فکر بھی دامنگیر ہے کیونکہ حالیہ انتخابات کے بعد جس سیاسی پارٹی نے وفاقی حکومت کی زمام کار سنبھالی ہے اس کی نظریاتی اساس سیکولرازم اور سوشلزم پر ہے، اور پارٹی کے لیڈر اگرچہ وقتی مصلحتوں کی خاطر اپنے نظریات کے اظہار

سے گریز کریں لیکن اقتدار میں آنے کے بعد ان کی پالیسیوں کا جو رُخ واضح طور پر نظر آرہا ہے وہ ملک کے سنجیدہ حلقوں کیلئے انتہائی کرب اور اضطراب کا باعث ہے مثلاً:۔

- وزیر اعظم واضح طور پر اعلان کرچکی ہیں کہ وہ مذہب کے نام پر وحشیانہ معاشرہ قائم کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء)

مذہب کے نام پر وحشیانہ معاشرہ سے ان کی مراد اسلامی حدود اور قصاص کے وہ قوانین ہیں جنہیں مغرب زدہ دانشور انسانی حقوق کے مغربی تصورات کے حوالہ سے غیر مہذب اور وحشیانہ قرار دے رہے ہیں۔

- حکمران پارٹی نے تمام مکاتب فکر کے علماء کے احتجاج اور امت اسلامیہ کے اجماعی مؤقف کے باوجود ایک خاتون کو وزیر اعظم بنایا ہے جو پورے عالم اسلام کی تاریخ میں ایک منفی اور افسوسناک روایت کا اضافہ ہے۔
- ریڈیو اور ٹی وی کا رُخ تبدیل کردیا گیا ہے اور میوزک ۸۹ جیسے پروگراموں کا سلسلہ شروع کرکے نئی نسل کو اخلاق باختگی کی طرف دھکیلنے کا آغاز کردیا گیا ہے۔
- عدالتوں سے باقاعدہ سزا یافتہ قاتلوں کو معاف کرکے جرائم کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ ساتھ اسلام کے واضح احکام کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ دینی جرائد کے مطابق اس سے کم از کم ان چھ مُرتد قادیانیوں کو بھی فائدہ ملا جو کہ مساجد اللہ میں نماز میں مشغول بے گناہ مسلمانوں کے قتل کے عدالتی مجرم تھے اور سابقہ حکومت نے انہیں پھانسی کی سزا بھی سنادی تھی۔
- قادیانیوں کی سرکاری سطح پر سرپرستی کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے۔ ایک معروف قادیانی افسر کنور ادریس کو سندھ کا چیف سیکرٹری لگا دیا گیا ہے۔ ایک قادیانی ڈپلومیٹ مسٹر نسیم احمد کو اقوام متحدہ میں پاکستان کا سفیر مقرر کرنے کی تجویز سامنے لائی گئی ہے اور قادیانی گروہ کی سرگرمیاں سرکاری سرپرستی میں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔
- آٹھویں آئینی ترمیمی بل کو ختم کرنے کا نعرہ لگا کر گذشتہ حکومت کے اسلامی اقدامات مثلاً ۱۔ وفاقی شرعی عدالتوں کا قیام ۲۔ قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ قرار دینے، ۳۔ حدود آرڈیننس، ۴۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس اور دیگر اصلاحات کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کی جارہی ہے، ۵۔ شریعت آرڈیننس کو میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود قومی اسمبلی میں پیش نہیں کیا اور اسے کالعدم قرار دے کر اسلامی نظام کی طرف سے کچھ نہ کچھ پیش رفت کو بھی ختم کردیا گیا۔

(۱) اب تک ہونے والے اسلامی اقدامات کے تحفظ اور

(۲) نفاذِ شریعت کے عمل کو آگے بڑھانے

کے لیے تمام مکاتب فکر اپنی جدوجہد کو مربوط بنائیں اور متحد ہوکر ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی اور مکمل نفاذ کے لیے فیصلہ کن جدوجہد کا آغاز کریں۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے کہ ۱۹۵۱ء میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام کے درمیان طے ہونے والے ۲۲ متفقہ دستوری نکات کو بنیاد بنا کر ایک "کل جماعتی مجلس عمل برائے نفاذِ شریعت" تشکیل دی جائے اور

ایک مشترکہ قومی پلیٹ فارم سے شریعتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کے نفاذ و غلبہ کی جدوجہد کو آگے بڑھایا جائے ۔

مسلمانانِ ذی وقار ! آج اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ایک خاتون کی حکمرانی نے نہ صرف پاکستان بلکہ عالمِ اسلام کے دینی حلقوں کو جس کرب اور بے چینی سے دوچار کر رکھا ہے اسے الفاظ کے احاطہ میں لانا میرے بس کی بات نہیں ہے، ملتِ اسلامیہ کی تاریخ میں پہلی بار اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں ایک خاتون کا بطور حکمران مسلط ہو جانا اسلام کے واضح احکام اور ملتِ اسلامیہ کے چودہ سو سالہ اجماع سے انحراف ہے جس کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرنا نہ صرف یہ کہ کسی باشعور مسلمان کے لیے ممکن نہیں ہے بلکہ یہ خاموشی عذابِ الٰہی کو کھلم کھلا دعوت دینے کے مترادف ہے ۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی حکمرانی کو عدمِ فلاح یعنی ناکامی سے تعبیر فرمایا ہے، اور قوم کو ناکامی اور نامرادی کی اس ذلت سے بچانے کی سب سے بڑی ذمہ داری علماء کرام اور مشائخ عظام پر عائد ہوتی ہے اسلیئے ہمارا فرض ہے کہ ہم "متحدہ علماء کنونشن" کے اس پلیٹ فارم سے قوم کو ایک واضح اور ٹھوس لائحہ عمل دیتے ہوئے اس کی تکمیل کے لیے خود آگے بڑھیں تاکہ ملک و قوم کو عدمِ فلاح اور ناکامی کی دلدل سے نکال کر غلبۂ اسلام کے ذریعہ کامیابی کی شاہراہ پر گامزن کیا جا سکے ۔

آج پورا عالمِ اسلام پاکستان کے علماء کی طرف دیکھ رہا ہے اور تاریخ کا قلم حرکت میں آنے کے لیے اس بات کا منتظر ہے کہ پاکستان کے علماء و مشائخ اس افسوسناک سانحہ پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا پسند کرتے ہیں یا امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جہد و عمل اور ایثار و استقامت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرتے ہیں ۔

مہمانانِ محترم ! قادیانیت کے خلاف ملتِ اسلامیہ کی ایک سو سالہ طویل جدوجہد کے نتیجہ میں اس اسلام دشمن گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور ۱۹۸۴ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے ذریعہ اس گروہ کی اسلام دشمن اور مسلم آزار سرگرمیوں کو کسی حد تک کنٹرول کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن موجودہ حکومت کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد انسانی حقوق کے مغربی تصورات کے حوالہ سے قادیانیوں کو از سرِ نو مسلمانوں کی صفوں میں گھس آنے کا موقع فراہم کرنے کی سازش ہو رہی ہے ۔ اس لیے تحریکِ ختمِ نبوت کی اب تک کی پیش رفت کے تحفظ اور اسے آگے بڑھانے کی ذمہ داری بھی علماء و مشائخ پر عائد ہوتی ہے اور ہمیں آج کے ملک گیر نمائندہ اجتماع میں اس بارے میں بھی کوئی واضح اور دوٹوک لائحہ عمل طے کرنا ہوگا ۔

حضرات مشائخ عظام و علماء کرام ! میں اس سمع خراشی پر معذرت کرتے ہوئے ایک بار پھر آپ سب حضرات کا شکر گزار ہوں کہ پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر کے دور دراز علاقوں سے تشریف لا کر آپ بزرگوں نے اس عظیم اجتماع کو رونق بخشی، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے اور "متحدہ علماء کنونشن" کو پاکستان میں شریعتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام کے غلبہ و نفاذ کا مؤثر ذریعہ بنائے ۔ آمین یا الٰہ العالمین ۔ (سمیع الحق)